



سوال

(274) ولی کے بغیر نکاح کا حکم اور دو حدیثوں میں تطبیق

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عورت بالغہ مطلقہ بغیر اذن اپنے والد کے اپنا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اگر کر لیا تو جائز ہوگا یا نہیں؟ قرآن و حدیث سے جو حکم ہو بیان فرمایا جائے اور حدیث:

"أما امرأة تحت غیر اذن ویسا فکما باطل"

اور حدیث:

"الآنتم أنتم بفتننا من ویسا"

میں کیا صورت جمع کی ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کوئی عورت بغیر اذن اپنے ولی کے اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ صحیح بخاری (3/154 طبع مصر) میں ہے:

باب من قال: لا نکاح الا بولی لقول اللہ تعالیٰ فلا تفتلوا بہن (البقرہ: 232) فدخل فیہ الشیب وکذک البکر وقال: ولا تنکحوا أنفسکم حتی یؤمروا وقال: وأنتھما اللیاتی منکم احمرنی عروہ بن الزبیر ان عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرت ان النکاح فی الجاہلیہ کان علی اربعہ اشخاص فکناح منہما نکاح الناس الیوم منکب الرعل الی الرعل ولینہ او ابنتہ فیمتھا ثم ینکحھا فلما بعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالحن بدیم نکاح الجاہلیہ کما الانکاح الناس الیوم عن الحسن قال: ((فلا تفتلوا بہن)) قال حدیثی منکب بن یسار انہما زلت فیہ قال: زوجت انتالی من رعل فظلمتا حتی اذا انقضت عدتھما جابہ ینکحھا فھت: زوجک و فرسک واکرمک فظلمتا ثم جنت فظلمتا لا والله لا تودا یک ادا وکان رجلا لاس بہ وکانت المرأة ترید ان ترجع الیہ فانزل اللہ بہ الا یہ ((فلا تفتلوا بہن)) فھت: الا ان اخل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: فزوجهما یاہ [1] والله تعالی اعلم۔

(باب جس نے کہا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "پس تم ان کو مت روکو۔" اس میں شبہ اور باکرہ سب داخل ہیں نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "اور (اپنی عورتیں) مشرک مردوں کے نکاح میں نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔" نیز اس کا فرمان ہے۔ "اور اپنے میں

سے بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کر دو۔ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو خبر دی کہ زمانہ جاہلیت میں چار طرح سے نکاح ہوتے تھے ایک صورت تو یہی تھی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام

بھیجتا اور اس کی طرف پیش قدمی کر کے اس سے نکاح کرتا۔ پھر جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق کے ساتھ رسول بن کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے تمام نکاح باطل قرار دیے صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے۔

حدیث :

"أما امرأة تحت بغیر اذن ویساخکما باطل" [2]

اور حدیث :

"الأنتم أنتم بغیرنا" [3]

میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ جمع کی ضرورت ہو، اس لیے کہ حدیث اول و نیز آیات و دیگر احادیث مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی عورت بغیر اذن اپنے ولی کے اپنا نکاح نہیں کر سکتی اور حدیث ثانی سے اس کا خلاف ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی عورت اپنا نکاح بغیر اذن اپنے ولی کے بھی کر سکتی ہے، بلکہ حدیث ثانی میں صرف اس قدر مذکور ہے کہ ایم عورت اپنے نفس کے ساتھ بہ نسبت اپنے ولی کے زیادہ حق رکھتی ہے مگر اس حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ عورت مذکورہ کسی امر میں بہ نسبت اپنے ولی کے زیادہ حق رکھتی ہے؟ پس اس صورت میں اس حدیث سے صرف اس قدر ثابت ہو گا کہ اگر عورت مذکورہ کے اذن اور اس کے ولی کے اذن میں تعارض واقع ہو تو عورت مذکورہ کا اذن ولی کے اذن پر مقدم سمجھا جائے گا، یعنی اگر عورت مذکورہ کا ولی اس کے کسی کفو شخص سے اس کا نکاح کر دینا چاہے اور عورت مذکورہ اس نکاح کو نا منظور کرے تو ولی عورت مذکورہ کا نکاح اس شخص سے نہیں کر سکتا اور اگر عورت مذکورہ چاہے کہ میرا نکاح فلاں شخص کفو سے کر دیا جائے تو ولی کو اس کا نکاح اس شخص سے کر دینا ہو گا اور اگر ولی نا منظور کرے گا اور نا منظور ہی پر اصرار کرے گا تو ولی مذکورہ ولایت سے معزول ہو جائے گا اور عورت مذکورہ کا کوئی اور ولی جو درجہ ولایت میں ولی مذکور کے بعد ہے، عورت مذکورہ کا نکاح اس شخص سے کر دے گا اور اگر وہ بھی نا منظور کرے گا اور نا منظور ہی پر اصرار کرے گا تو وہ بھی معزول ہو جائے گا اور اس کے بعد کے درجے کا ولی عورت مذکورہ کا نکاح اس شخص سے کر دے گا اور اگر عورت مذکورہ کے تمام اولیا اسی طرح نا منظور کرتے جائیں گے تو سب کے سب معزول ہوتے چلے جائیں گے اور جب کوئی ولی باقی نہ رہے گا تو آخر میں سلطان اس کا نکاح کر دے گا کہ اس صورت میں سلطان ہی اس کا ولی ہے جیسا کہ حدیث اول کے آخر میں ہے :

"فاسلطان ولی من اولیاء" [4]

الحاصل حدیث ثانی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورت مذکورہ اپنا نکاح بغیر اذن اپنے ولی کے کر سکتی ہے، بلکہ جو کچھ ثابت ہوتا ہے، وہ صرف اس قدر ہے کہ اذنین کے تعارض کے وقت عورت مذکورہ کا اذن مقدم سمجھا جائے گا، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور ظاہر ہے کہ اس معنی میں اور حدیث اول کے معنی میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ جمع کی ضرورت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

[1] - صحیح البخاری رقم الحدیث (4834)

[2] - صحیح البخاری رقم الحدیث (4834)

[3] - سنن ابی داؤد رقم الحدیث (2083)

[4] - سنن ابی داؤد رقم الحدیث (2083)



هدا ما عندي والهدا علم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ: 479

محدث فتویٰ